دل کی بات　　　　مدیر

بلوچستان کی سنگین صورتِ حال؟

یوں تو بلوچستان کا مسئلہ گزشتہ چار دہائیوں سے موجود ہے مگر گزشتہ ماہ امریکی سینٹ میں بلوچستان کے متعلق قرارداد پیش ہونے کے بعد صورت حال کی سنگینی میں بہت شدت پیدا ہوگئی۔ اپنی مدت اقتدار پوری کرنے کی دعویدار پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں بلوچ پہلی مرتبہ شدید ناراض ہوئے اور مسلح ہوکر پہاڑوں میں چلے گئے۔ بھٹو حکومت نے فوجی آپریشن کے ذریعے انہیں دبانے اور شکست دینے کی کوشش کی مگر بری طرح ناکام ہوئے۔ انہوں نے بلوچ اور پختون رہنماؤں خان عبدالولی خان، سردار عطاء اللہ مینگل اور ان کے ساتھی رہنماؤں پر بغاوت کا مقدمہ بنایا اور سپریم کورٹ نے نیشنل عوامی پارٹی کو خلاف قانون قرار دے دیا۔ آج پیپلز پارٹی کی زرداری اور گیلانی حکومت سے بھی بلوچی شدید ناراض ہیں۔ البتہ اے این پی نے اسفند یار ولی کی قیادت میں شریک اقتدار بن کر مفاہمت کا راستہ اختیار کرلیا۔ باغی بلوچ رہنما حیر ب یار مری اور براہمداغ بگٹی موجودہ حکمرانوں پر شدید برہم ہیں اُن کا کہنا ہے کہ پاکستان نے بلوچستان پر قبضہ کیا ہے۔ ہم آزاد بلوچستان قائم کر کے رہیں گے۔ وزیر اعظم گیلانی بلوچستان کے مسئلہ کے حل کے لیے اے پی سی بلانے کا اعلان کر چکے ہیں جسے بلوچوں نے مسترد کر دیا ہے، مولانا فضل الرحمٰن اور اسفند یار ولی نے شرکت کا عندیہ دیا ہے جبکہ نواز شریف نے مشروط حمایت کا اعلان کیا ہے۔ وزیر داخلہ نے ناراض بلوچ رہنماؤں پر قائم مقدمات ختم کرنے کا اعلان کیا ہے لیکن سردار اختر مینگل کا کہنا ہے کہ ہمارے بھائی فوجی آپریشن میں قتل کیے گئے وہ کیسے واپس آئیں گے اور جو لاپتہ ہیں ان کو کون بازیاب کرے گا ان کا کہنا ہے کہ جس شخص کو سورۃ اخلاص نہیں آتی اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ گزشتہ چونسٹھ برسوں میں بلوچوں کے حقوق غصب کیے گئے اور اپنے ہی صوبہ کے قدرتی وسائل سے انھیں محروم کیا گیا۔ ردعمل فطری تھا، لاوہ پکتا رہا اور اب پھٹنے کو ہے۔ صدر زرداری فرماتے ہیں میں خود جا کر بلوچوں کو مناؤں گا لیکن منانے کا ٹاسک گورنر کو دے دیا۔ اُدھر وزیر داخلہ کی منطق نرالی ہے یعنی سب اچھا ہے۔ ہمیں اس سنگین صورتِ حال میں مرحوم نواب زادہ نصر اللہ خان بہت یاد آئے جنہوں نے سب کو اٹھا کر کے سیاست کے قومی دھارے میں شامل کر رکھا تھا۔ آج کوئی بھی نہیں جو یہ قومی وحدت قائم کر سکے۔ حکمران کشمیر کو بھارت سے آزاد کراتے ہیں یا نہیں لیکن اپنی نااہلی کی وجہ سے خاکم بدہن بلوچستان کو پاکستان سے آزاد کرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے۔ کشمیر کو پاکستان کی شہہ رگ قرار دینے والے یہ بھول گئے کہ بلوچستان ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اگر اس صورت حال کا تدارک نہ کیا گیا تو ناقابلِ تلافی نقصان ہوگا۔ امریکہ اور بھارت، مشرقی پاکستان کے سقوط کے بعد اب بلوچستان میں وہی آموختہ دہرانا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے حکمران اپنے اللّوں تللّوں میں مست مست ہیں۔

ایک بات اپنے بلوچ بھائیوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ امریکہ کسی کا دوست نہیں۔ وہ ہمیشہ دوستوں کا ہی دشمن رہا ہے۔ انڈونیشیا میں ڈیڑھ کروڑ ڈالر خرچ کر کے سوئیکارنو حکومت کا تختہ سوہارتو کے ذریعے الٹا، الجزائر میں حواری بومدین کے ذریعے احمد بن بیلا کو قید کیا۔ مصر میں ناصر کی جگہ سادات کو بٹھایا۔ سعودی عرب میں شاہ فیصل کو بھتیجے سے قتل کرایا۔ شاہِ ایران کو در بدر کیا، بھٹو کو پھانسی چڑھایا، ضیاء الحق کا طیارہ گرایا، صدام حسین کو تختۂ دار پر لٹکایا اور نواب اکبر بگٹی کو پرویز مشرف کے ذریعے قتل کرایا۔ امریکی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی ایک طویل داستان ظلم والم ہے۔ بلوچ بھائیوں کو امریکہ سے کوئی خوش فہمی نہیں رکھنی چاہیے۔ ہمیں اس بات کا احساس و ادراک ہے کہ بلوچوں سے زیادتی ہوئی اور ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا انہیں یہ تمام مسائل مذاکرات کے ذریعے حل کرنے چاہییں۔ حکمران وسیع الظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی زیادتیوں پر بلوچوں سے معافی مانگیں، انہیں سینے سے لگائیں، ان کے غصب شدہ حقوق انہیں لوٹا دیں اور پاکستان کو بچالیں۔